راہ نما خواتین

مجلس علماءِ نظامیہ پاکستان

مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ، لاہور 0315-7374429

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ۔اَمّا بعد!

ویسے تو انسان کو زندگی بھر سیکھتے رہنا چاہیے، دینی تربیت لیتے رہنا چاہیے، بہتر سے بہترین کی طرف بڑھتے رہنا چاہیے، مگر جس عمر کا سیکھا ہوا پتھر پر لکیر کی طرح ہوتا ہے وہ بچپن ہے۔ بچپن میں اگرچہ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کیا سیکھیں؟ کس سے سیکھیں؟ کیسے سیکھیں؟ اِس وقت غیر شعوری طور پر ہی سہی، مگر جو کچھ بھی سیکھ لیا جائے اُس کا اثر زندگی بھر باقی رہتا ہے۔ یہ کہنا بے جا نہیں کہ لاشعوری کی اِس عمر میں جو شعور آجائے وہ سرمایۂ حیات بن جاتا ہے۔

بچے کسی بھی قوم کا مستقبل ہوتے ہیں، اگر اُنھیں صحیح تربیت دی جائے تو اس کا مطلب ہے کہ ایک اچھے اور مضبوط معاشرے کی بنیاد رکھ دی گئی، کیونکہ اچھا پودا ہی مستقبل میں ایک تن آور درخت بن سکتا ہے، لیکن اگر اُس وقت اُن کی تربیت میں لاپرواہی برتی جائے تو قوی اِمکان ہے کہ آنے والی کئی نسلوں کا نقصان ہو۔

اولاد خواہ نرینہ ہو یا بچیوں کی صورت میں رحمتِ خداوندی ہو، بہر حال اُن کی دینی تربیت لازم ہے، تاہم بیٹیوں کی تربیت پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ بیٹی فطری طور پر کمزور طبیعت ہونے کے ساتھ ساتھ مستقبل میں کسی نئے خاندان کا معزز فرد اور آنے والی نسل کے لیے تربیت گاہ بنے گی، اُس کی اچھی تربیت کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ایک خاندان، بلکہ آنے والی نسل کو ایک اچھی تربیت گاہ فراہم کی گئی ہے۔ افسوس کہ ہم اپنی نَو عمر بیٹیوں اور بہنوں کی اچھی تربیت کے بجائے دانستہ یا نادانستہ طور پر اُنھیں ایسا ماحول فراہم کر رہے ہیں، ایسی تربیت دے رہے ہیں جو اسلامی مزاج سے بالکل متصادم ہے۔

انسان کی فطرت ہے کہ وہ جس شخص سے متأثر ہو اُس جیسا بننے کی کوشش کرتا ہے۔ یعنی انسان اپنے آئیڈیل کے اوصاف اپناتا ہے اور ویسا ہی بننے کی خواہش کرتا ہے۔ ہمارا میڈیا اور نظامِ تعلیم ایسی خواتین کو آئیڈیل بنا کر پیش کر رہا ہے جو راہ نما ہونا تو دُور کی بات، خود بھی سیدھے راستے پر نہیں ہیں۔ مغرب اپنے مفادات کے لیے کچھ خواتین کی حوصلہ افزائی (Motivate) کرتا ہے، دیکھا دیکھی ہمارا میڈیا بھی اُنھیں عوام میں مقبول بنانا شروع کر دیتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہماری بہنیں، بیٹیاں اُنھیں اپنا آئیڈیل سمجھ کر اُن جیسا بننے کی کوشش کرنے لگیں گی، ظاہر ہے کہ جو خواتین خود راستے سے بھٹکی ہوئی ہیں اُن سے متأثر ہونے والی بچیاں کیسے راہِ راست پر رہ سکتی ہیں۔

ماضی قریب میں عالمی طاقتوں نے ایک پاکستانی بچی کو خوب شہرت دی، نوبل انعام سے بھی نوازا، ہمارا میڈیا بھی اُسے مقبولیت دے رہا ہے اور اُسے یہ بھی خوش فہمی ہونے لگی ہے کہ مستقبل میں اُسے پاکستان کی وزارتِ عُظمٰی پر براجمان کیا جائے گا، مگر آئے روز اُس کی کوئی نہ کوئی ایسی بات سامنے آجاتی ہے جو کسی مسلم خاتون کو ہرگز زیب نہیں دیتی۔

ہمیں یہ بات سمجھنے اور اپنے گھر والوں سمیت دوسروں کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ مسلمان عورتوں کے لیے آئیڈیل خواتین وہ نہیں جنہیں مغرب اِعزازات سے نوازتا اور پروموٹ کرتا ہے، ہمارے لیے راہ نماوہ صحابیات اور صالحات رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہیں جن کے کردار کی اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں تعریف فرمائی اور سرورِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُنھیں اعزاز و تکریم اور دعاؤں سے نوازا۔

نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اہلِ بیت اور آپ کی جاں نثار و اطاعت گزار صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے اسلام قبول کرکے اُس پر یوں عمل کیا کہ اُن کے اقوال وواقعات سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہیں اور بلاشبہ آج بھی ہماری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو سچا مسلمان بننے کے لیے اُن کا کردار اپنانے کی ضرورت ہے۔ جس خوبی کا بھی ذکر کیجیے، خواہ وہ علمِ دین کا شوق ہو، بہادری اور جاں نثاری ہو یا وصفِ حیا ہو، ہر ایک خوبی میں اُن کا کردار منارۂ نور ہے۔

آج کے خطبہ میں صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے کچھ اوصاف اور ایمان افروز واقعات کا تذکرہ ہوگا، تاکہ ہم اپنی گھر والیوں، بالخصوص نَوعمر بہنوں اور بیٹیوں کو اُن کے حسین اوصاف کا سبق پڑھا سکیں۔

صحابیات کا شوقِ علمِ دین

صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی لائقِ تقلید خوبیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ نہایت شوق سے علمِ دین حاصل کرتیں، پھر خود بھی عمل کرتیں اور یہ سرمایہ اُمّت تک منتقل کرنے کا بھی اہتمام کرتیں۔[1]

سیدنا ابو سعید سعد بن مالک خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ایک صحابیہ (خطیبۃ النساء سیدہ اسما بنت یزید) رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: يَا رَسُولَ اللهِ! ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيثِكَ، فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيكَ فِيهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللهُ۔ یعنی ”یارسول اللہ! مَرد آپ کی خدمت میں حاضری کا بہت فیض پاتے ہیں اور بکثرت آپ کی احادیثِ مبارکہ سنتے رہتے ہیں، ہمیں بھی کوئی خاص دن عطا فرمائیں جس میں ہم آپ کے پاس حاضر ہوں، آپ کو جو اللہ تعالیٰ نے علم عطا کیا ہے اُس میں سے کچھ ہمیں تعلیم فرمائیں“۔ چنانچہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُنھیں خاص دن میں مخصوص جگہ پر جمع ہونے کا حکم دیا اور اُن کے پاس تشریف لے جاکر اُنھیں اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے علم میں سے کچھ سکھایا۔[2] (صحیح بخاری، حدیث:7310)

---

[1] اِس حوالے سے ایک مفید رسالہ کا مطالعہ کرنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://www.dawateislami.net/bookslibrary/ur/sahabiyat-aur-shoq-e-ilm-e-deen

[2] حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نے لکھا: حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کسی عورت پر پردہ فرض نہیں تھا کہ حضور اُمّت کے لیے مثلِ والد کے ہیں، پھر بھی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بہت احتیاط فرماتے۔ (مرآۃ المناجیح، باب البکاء علی المیت، الفصل الثالث، ملتقطاً)

صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو جس دینی مسئلہ میں بھی راہ نمائی کی ضرورت ہوتی وہ معلّمِ اعظم ﷺ اور اُمہات المؤمنین کی بارگاہوں میں حاضر ہوکر اپنی علمی پیاس بجھاتیں۔ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صحابیات کے شوقِ علمِ دین کو داد دیتے ہوئے فرمایا: نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ یعنی "انصاری خواتین کتنی اچھی ہیں! حیا میں اعلیٰ شان ہونے کے باوجود دین سمجھنے میں ہچکچاتی نہیں ہیں۔" (صحیح مسلم، حدیث:776)

وجوہِ اشتیاق: توجہ طلب بات یہ ہے کہ وہ خواتین جو دورِ جاہلیت کے بالکل قریب تھیں، جاہلانہ معاشرے میں پلی، بڑھی تھیں، اُنھیں کس چیز نے اتنا سنجیدہ، سُلجھا ہوا اور علمِ دین کا شوقین بنا دیا کہ اب وہ سرکارِ دوعالم ﷺ کی بارگاہ میں التجا کر رہی تھیں کہ ہمیں بھی تعلیم وتربیت کے لیے کوئی وقت عنایت فرمایا جائے، اُن میں یہ انقلاب کیسے آیا کہ حیا میں بھی اعلیٰ شان کی حامل تھیں اور دین سمجھنے میں بھی کوئی ہچکچاہٹ نہیں تھی؟ اِس کی کئی وجوہات ہیں:

علمِ دین کے فضائل سے شناسائی: صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے دلوں میں علمِ دین کا شوق پیدا ہونے کی ایک وجہ یہ تھی کہ اُنھوں نے قرآنِ مجید میں علمِ دین کے فضائل پڑھے اور رحمتِ عالم ﷺ کی زبانِ اقدس سے سنے۔ مثلاً ارشادِ مبارک ہے: «مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ، وَإِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ يَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ حَتَّى الْحِيتَانِ فِي الْمَاءِ...» یعنی "جو علمِ دین کی تلاش میں کسی راستے پر چلا اللہ تعالیٰ اِس کی برکت سے اُس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرمادے گا۔ بے شک طالبِ علم کی خوشی کے لیے فرشتے پَر بچھادیتے ہیں، اور طالبِ علم کے لیے آسمان وزمین میں موجود تمام مخلوقات مغفرت طلب کرتی ہیں، یہاں تک کہ پانی کے اندر مچھلیاں بھی۔۔۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث:223۔ جامع ترمذی، حدیث:2682)

ایسے دل نواز فرامین سامنے ہوں اور دل میں اِطاعتِ رسول ﷺ کا جذبہ بھی موجود ہو تو پھر علمِ دین حاصل کرنے کا شوق دل میں ایک سمندر بن کر کیوں موجزن نہیں ہوگا۔

ہمارا حال یہ ہے کہ گھروں میں قرآنِ مجید موجود تو ہوگا، مگر شاید گنتی کی ہی ایسی خوش نصیب خواتین ہوں گی جنہوں نے اُسے ترجمہ کے ساتھ پڑھا ہو، یا سرورِ عالم ﷺ کی احادیثِ طیبہ کا مطالعہ کیا ہو۔ ظاہر ہے کہ جس دولت کی قدر معلوم ہی نہیں اُسے حاصل کرنے کا شوق کیسے پیدا ہوگا؟ جب ہم نے اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو علمِ دین کا شوق دلایا ہی نہیں تو پھر یہی صورتِ حال ہونی ہے۔

دینی ماحول: صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو علمِ دین کا شوق اِس لیے بھی تھا کہ اُنھیں دینی ماحول فراہم کیا گیا، اُن کے رسم ورواج، گھر اور باہر کے معاملات دین کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے، اُن کے گھر والے مرد دین سیکھنے کے شوقین تھے اور نبی رحمت

ﷺ کی بارگاہ سے علمِ دین حاصل کر کے اپنے گھر والوں کو بھی سکھاتے تھے، اِس کے بر عکس ہمارا حال ہمارے سامنے ہے۔

ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے گھروں میں دینی ماحول فراہم کریں، اُنھیں جدید ذرائع سے علماءِ اہلِ سنت یا معلّمات کے علمی دُروس سنانے کا اہتمام کریں، پردے کے ساتھ علمی محافل میں شرکت کی سعادت دلائیں اور خواتین کے لیے مفید کتابیں فراہم کریں۔ سیدنا ابو سلیمان مالک بن حُوَیرِث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ دین سیکھنے کے لیے جانِ عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے اُن کی واپسی پر اُنھیں یہ کلمات بھی ارشاد فرمائے: «اِرْجِعُوْا إِلٰی أَهْلِيْكُمْ فَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ...» "اپنے گھر والوں کے پاس واپس جا کر اُنھیں بھی شریعت سکھاؤ اور شرعی احکام پر عمل کرنے کا حکم دو۔"

لمحۂ فکریہ: موجودہ دور میں بیشتر لوگ اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو عصری تعلیم تو دلواتے ہیں، مگر دینی تعلیم سے آراستہ نہیں کرتے۔ عصری تعلیم کے اداروں کا اخلاق باختہ ماحول ہمارے سامنے ہے۔ اقبال علیہ الرحمہ نے فرمایا:

تہذیبِ فرنگی ہے اگر مرگِ اُمومت
ہے حضرتِ انسان کے لیے اُس کا ثمر موت

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نا زن
کہتے ہیں اُسی علم کو اربابِ نظر موت (1)

بے گانہ رہے دیں سے اگر مدرسۂ زن
ہے عشق و محبت کے لیے علم و ہنر موت (2)

راہِ خدا میں بہادری

اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیب ﷺ یہ پسند فرماتے ہیں کہ مسلمان دین کے معاملے میں شجاعت اور بہادری کا مظاہرہ کرے۔ انسانی تاریخ میں سب سے بڑے بہادر خود رسول اللہ ﷺ ہیں، آپ ﷺ کے قدموں کی برکت سے آپ کی اُمّت نے ہمیشہ بہادری کی انوکھی داستانیں رقم کی ہیں، صحابہ وصحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بہادری تو ہے ہی بے مثال۔ شاعر نے کیا خوب کہا:

سلام اُس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں
بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا سرفروشی کے فسانے میں

---

[1] یعنی جس علم کا اثر یہ ہو کہ عورت سے اُس کا اصل جوہر "حیا" ختم ہو جائے، اہلِ نظر اُس علم کو "موت" کہتے ہیں۔

[2] یعنی اگر خواتین کا تعلیمی اِدارہ دین سے بے گانہ ہو تو اُس اِدارے سے حاصل ہونے والا علم وہنر "موت" ہے۔

سیدتنا اُمِّ سُلَیم: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ سیدہ اُمِّ سُلَیم بنت مِلْحان (ہمشیرۂ سیدتنا اُمِّ حرام) رضی اللہ تعالیٰ عنہما نہایت بہادر، جانِ کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رشتہ دار، خدمت گزار اور خیر کے کاموں میں پیش پیش رہنے والی خاتون تھیں۔ بہت سے غزوات میں شریک ہو کر مجاہدین کو پانی پلانے اور مرہم پٹی کی خدمات سرانجام دیتی رہیں۔[1]

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: غزوۂ حُنین کے موقع پر اُنھوں نے اپنے ساتھ ایک تیز دھار خنجر لے لیا۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُن سے پوچھا: «مَا هٰذَا الْخَنْجَرُ» "یہ خنجر کس لیے ساتھ لیا ہے؟" وہ عرض کرنے لگیں: اِتَّخَذْتُهُ إِنْ دَنَا مِنِّي أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بَقَرْتُ بِهِ بَطْنَهُ۔ یہ اس لیے ساتھ رکھا ہے کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آیا تو یہ اُس کے پیٹ میں گھونپ دوں گی۔ جناب انس فرماتے ہیں: فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَضْحَكُ۔ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (اُن کی بہادری پر خوش ہو کر) تبسم و ضحک فرمانے لگے (کہ خواتین تو بہت کمزور دل ہوتی ہیں، دشمن کو دیکھتے ہی اُن کے ہوش اُڑ جاتے ہیں، مگر اُمِّ سُلیم کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی برکت سے کیسی لائقِ تحسین بہادری عطا کی ہے)۔ (صحیح مسلم، حدیث: 4783)

سیدتنا اُمِّ حرام: بہادر خواتین میں ایک نمایاں نام سیدتنا اُمِّ حرام بنت مِلْحان (ہمشیرۂ سیدتنا اُمِّ سُلَیم) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھی ہے۔ بہت مرتبہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِن کے گھر تشریف فرما ہو کر قیلولہ (دوپہر کو کچھ آرام) کرتے، یہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رشتہ دار اور مَحرم تھیں۔ ایک دن آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قیلولہ سے تبسم فرماتے ہوئے بیدار ہوئے، اُنھوں نے عرض کی: يَا رَسُوْلَ اللهِ! مَا يُضْحِكُكَ؟ یارسول اللہ! آپ نے کیوں تبسم فرمایا ہے؟ ارشاد ہوا: «أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ يَرْكَبُونَ هٰذَا الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ»۔ یعنی "میری امت کے کچھ لوگ مجھے دکھائے گئے ہیں جو (راہِ خدا میں جہاد کے لیے) اِس سمندر (بحیرۂ عرب) پر ایسے سوار ہیں جیسے بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھتے ہیں۔" سیدتنا اُمِّ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں جذبۂ جہاد موجزن تھا، فوراً عرض کی: يَا رَسُوْلَ اللهِ! فَادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ۔ یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے بھی اُن میں شامل کر دے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُن کے لیے دعا کی اور فرمایا: «أَنْتِ مِنْهُمْ» "آپ اُن میں سے ہیں۔"

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دوبارہ آرام فرما ہو گئے، پھر تبسم فرماتے ہوئے بیدار ہوئے، اُنھوں نے تبسم کی وجہ دریافت کی تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پہلے کی طرح کلمات اِرشاد فرمائے، اُنھوں نے التجا کی کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے مجاہدین کے اِس لشکر میں شامل فرمادے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ» "آپ پہلے لشکر میں شامل ہیں۔"

---

[1] آپ رضی اللہ عنہا کے مفصل تعارف اور ایمان افروز واقعات پر مشتمل رسالہ کے لیے لنک پر کلک کریں: https://www.dawateislami.net/bookslibrary/ur/faizan-e-bibi-umme-sulaim

چنانچہ سمندری راستے سے اسلام کا سب سے پہلا لشکر امیر المؤمنین سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیرِ قیادت روم کی طرف روانہ ہوا، اِس میں حضرت اُمِّ حَرام بھی اپنے معزز شوہر سیدنا عُبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہمراہ شریک تھیں، دورانِ سفر سواری سے گِر کر آپ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ (صحیح بخاری، حدیث:2799)

حضرت خنساء تُماضر: بہادری کے وصف میں ایک اعلیٰ مثال سیدتنا خَنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہے۔ تاریخ کے اوراق میں آپ کا نام آبِ زر سے لکھا جاتا ہے۔ وہ زمانۂ جاہلیت میں بہت بڑی مرثیہ گو شاعرہ تھیں۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت (14ھ) میں جنگِ قادسیہ ہوئی تو یہ اپنے چار جوان بیٹوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئیں، میدانِ جنگ سجنے کے بعد اُنھوں نے اپنے بیٹوں کو وعظ کیا:[1] جس کا خلاصہ یہ ہے:

> "میرے بیٹو! تم نے بخوشی اسلام قبول کیا اور اپنی مرضی سے ہجرت کی، قسم بخدا! تم حلالی اولاد ہو، مَیں نے تمہارے باپ سے کوئی خیانت نہیں کی۔ تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے ساتھ جہاد کرنے والوں کے لیے بے پناہ اجر تیار کر رکھا ہے، میرے بیٹو! آخرت کا گھر اِس فانی دنیا سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. [آل عمران 3:200] اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور اسلامی سرحدوں کی نگہبانی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ جب جنگ شروع ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا اور اسلام کے لیے آخری دم تک ثابت قدم رہنا۔"

خوش نصیب بیٹوں نے اپنی عظیم ماں کی تقریر سن کر جوش بھرے انداز میں دشمنوں پر حملہ کیا۔ چاروں بھائیوں نے انتہائی دلیری اور جاں بازی کے ساتھ جہاد کیا اور چاروں ہی شہادت سے سرفراز ہوئے۔ جب اُن کی عظیم والدہ کو بیٹوں کی شہادت کی خبر ملی تو اُس نے رونے دھونے اور واویلا کرنے کے بجائے ایسے کلمات کہے جنہیں پڑھنے اور سننے کے ساتھ ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ اُنھوں نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ شَرَّفَنِيْ بِقَتْلِهِمْ، وَأَرْجُو مِنْ رَبِّيْ أَنْ يَجْمَعَنِيْ بِهِمْ فِيْ مُسْتَقَرِّ رَحْمَتِهِ. "اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے شہیدوں کی ماں بنا دیا ہے، مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت میں اکٹھا کر دے گا۔" امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے اِعزاز کے لیے اُنھیں چاروں بیٹوں کا وظیفہ دیتے تھے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ)

---

[1] يَابَنِيَّ! إِنَّكُمْ أَسْلَمْتُمْ طَائِعِيْنَ، وَهَاجَرْتُمْ مُخْتَارِيْنَ، وَوَاللهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنَّكُمْ لَبَنُوْا رَجُلٍ وَاحِدٍ، كَمَا أَنَّكُمْ بَنُوْ امْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ: مَا خُنْتُ أَبَاكُمْ وَلَا فَضَحْتُ خَالَكُمْ وَلَا هَجَّنْتُ حَسَبَكُمْ وَلَا غَبَّرْتُ نَسَبَكُمْ، وَقَدْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعَدَّ اللهُ لِلْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الثَّوَابِ الْجَزِيْلِ فِيْ حَرْبِ الْكَافِرِيْنَ، وَاعْلَمُوْا أَنَّ الدَّارَ الْبَاقِيَةَ خَيْرٌ مِنَ الدَّارِ الْفَانِيَةِ، يَقُوْلُ اللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى: {يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ} فَإِذَا أَصْبَحْتُمْ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ سَالِمِيْنَ: فَاغْدُوْا إِلٰى قِتَالِ عَدُوِّكُمْ مُسْتَبْصِرِيْنَ، وَبِاللهِ عَلٰى أَعْدَائِهِ مُسْتَنْصِرِيْنَ...

جذباتِ حیا

اللہ تعالیٰ نے انسان میں ''حیا'' کی ایسی خوبی رکھی ہے جو انسان کو حقیقت میں انسان بناتی ہے۔ قرآن وسنت میں حیا کے بہت سے فضائل بیان فرمائے گئے۔

سیدنا عمران بن حُصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کی: اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّهٗ، أَوْ قَالَ: اَلْحَیَاءُ کُلُّهٗ خَیْرٌ۔ ''تمام تر بھلائی حیا ہے۔ حیا جس قدر ہو بھلائی ہی ہے۔'' یہ سن کر ایک شخص کہنے لگا: ہم نے حکمت وفلسفہ کی بعض کتابوں میں پڑھا ہے: اِنَّ مِنْهُ سَکِیْنَةً وَوَقَارًا لِلّٰهِ وَمِنْه ضَعْفٌ۔ یعنی حیا کا فائدہ بھی ہے اور کچھ نقصان بھی، اس سے وقار تو حاصل ہوتا ہے مگر کچھ کمزوری بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ راوی کہتے ہیں: فَغَضِبَ عِمْرَانُ حَتّٰی احْمَرَّتَا عَیْنَاهُ وَقَالَ: أَلَا أُرَانِیْ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتُعَارِضُ فِیْهِ۔ (اُس کی بات سن کر) غصے کی وجہ سے سیدنا عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور فرمانے لگے: مَیں تجھے رسول اللہ ﷺ کا اِرشاد سنا رہا ہوں اور تو اس کے مقابلے فلسفہ کی واہیات لاتا ہے!!! (صحیح مسلم، حدیث: 166)

وصفِ حیا میں بھی صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو اللہ عزّوجلّ نے ایسی شان عطا کی تھی کہ آج اُمّت کو اُن کی پیروی کی ضرورت ہے۔ ایک غزوہ میں سیدتنا اُمّ خلّاد ہند بنت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیٹا شہید ہو گیا۔ وہ اُس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے چہرے پر نقاب ڈالے باپردہ بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئیں، اس پر کسی نے حیرت سے کہا: اِس وقت بھی آپ نے منہ پر نقاب ڈال رکھا ہے (بیٹے کی شہادت کے بعد تو ہوش اُڑ جاتے ہیں)! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بہت خوبصورت جواب دیا: إِنْ أُرْزَإِ ابْنِی فَلَنْ أُرْزَأَ حَیَائِیْ۔ ''مَیں نے بیٹا کھویا ہے لیکن حیا سے ہرگز محروم نہیں ہوئی، اللہ تعالیٰ کے فضل سے حیا باقی ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے اُنھیں فرمایا: «اِبْنُكِ لَهٗ أَجْرُ شَهِیْدَیْنِ» ''تیرے بیٹے کو اللہ تعالیٰ دو شہیدوں کا اجر عطا فرمائے گا۔''[1] (سنن ابوداود، حدیث: 2488)

غزوۂ اُحد میں سیدتنا اُمّ خلّاد ہند بنت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خاندان کے متعدد افراد شہید ہوئے۔ آپ کے شوہر سیدنا عَمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی جامِ شہادت نوش کیا، آپ کے بھائی سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہید ہوئے اور آپ کے بیٹے نے بھی شرفِ شہادت پایا۔ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اِس عظیم خاتون سے جنگ کی صورتِ حال پوچھی تو وہ کہنے لگیں: أَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَصَالِحٌ، وَکُلّ مُصِیْبَةٍ بَعْدَهٗ جَلَلٌ، وَاتَّخَذَ اللّٰهُ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ شُهَدَاءَ، وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِغَیْظِهِمْ لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا وَکَفَی اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ وَکَانَ اللّٰهُ قَوِیًّا عَزِیْزًا۔ یعنی ''رسول اللہ ﷺ خیریت سے ہیں اور

---

[1] قَالَتْ: وَلِمَ ذَاكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «لِأَنَّهٗ قَتَلَهٗ أَهْلُ الْکِتَابِ».

جب آپ سلامت ہیں تو سب خیر ہے، اللہ تعالیٰ نے بہت سے مسلمانوں کو شہادت نصیب کی ہے اور کافروں کو نامراد واپس لوٹایا ہے اور اللہ قوّت والا، عزت والا ہے۔"(المغازی للواقدی، ج:1، ص:265)

لمحۂ فکریہ: شرم وحیا کی اِس اعلیٰ مثال کو سامنے رکھتے ہوئے اگر ہم اپنے معاشرے پر غور کریں تو ندامت سے سر جھک جاتا ہے۔ جب مائیں سیدہ اُمّ خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی باحیا تھیں تو اُن گود میں پلنے والے بھی مردِ میدان ہوتے تھے، آج ہماری خواتین چادرِ حیا سے عاری ہیں تو اولاد کا حال بھی ناقابلِ بیان ہے۔

حرفِ آخر

اُمّت مسلمہ کا عروج کل بھی رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی غلامی کے ساتھ تھا اور آج بھی اُنھیں کے قدموں سے وابستہ ہے، غلامیٔ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جو مثالیں صحابۂ کرام اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پیش کی ہیں، قیامت تک وہ اُمّت کے لیے منارۂ نور اور لائقِ تقلید ہیں۔ کاش ہمیں اور ہماری خواتین کو یہ بات سمجھ آجائے کہ ہمارے آئیڈیل مغرب کے اِشاروں پر چلنے والے نہیں، بلکہ ہمارے راہ نما سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہیں۔

نئی نسل کے ایمان کی حفاظت اور دین ودنیا کی کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ ہم اُنھیں صحابہ وصحابیات علیہم الرضوان کی سیرت سے رُوشناس کرائیں، بالخصوص نوعمر بہنوں اور بیٹیوں کو صحابیات اور دیگر صالحات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے واقعات پڑھائیں اور سنائیں۔ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُمّت کی بیٹیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

اگر پَندے زِ درویشے پَذیِری
ہزار اُمّت بِمیِرَدُ تُو نہ مِیرِی

بَتُولے باش و پِنہاں شَوُ ازیں عَصر
کہ در آغوش شَبّیرے بِگِیرِی[1]

---

[1] یعنی اگر ایک درویش کی ایک بات مان لو تو ہزار قومیں مٹ جائیں گی، مگر تم زندہ وجاوید رہو گی۔ (نصیحت یہ ہے کہ) اِس دور میں تم پردہ دار اور جنابِ خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیز بن جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہاری گود میں بھی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ کا کوئی غلام عطا کردے گا۔

قانونی طریقے سے انصاف کا قتل

گزشتہ ہفتے میں لاہور ہائیکورٹ نے گستاخیٔ رسول کے جرم میں سزائے موت پانے والے ایک جوڑے کو بری کر دیا۔ اِس جوڑے کے خلاف 2013ء میں کیس دائر ہوا تھا اور ایک سال بعد ٹرائل کورٹ نے جرم ثابت ہونے پر اُسے سزائے موت سنائی تھی۔ کچھ عرصہ قبل یورپی یونین کی پارلیمنٹ میں اِس جوڑے کے حق میں قرارداد منظور ہوئی تھی، کہا جارہا ہے کہ اُسی قرارداد کے نتیجے میں بیرونی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے اِن سزایافتہ مجرموں کو قانونی طریقے سے بری کر دیا گیا ہے۔

اِس حوالے سے یہ کہنا بے جا نہیں کہ قانونی موشگافیاں تو ہر کیس میں نکالی جاسکتی ہیں اور یوں تو کسی بھی کیس میں مجرم کو ریلیف دیا جاسکتا ہے، مسندِ انصاف پر بیٹھنے والوں کو کم از کم اتنا تو سوچنا چاہیے کہ اِس ملک کا سپریم لاء قرآن و سنت ہیں اور تحفظِ ناموسِ رسالت انتہائی حساس معاملہ ہے۔ اِس طرح کے فیصلوں کی بنیاد پر ہی یہ تاثر اُبھرتا ہے کہ قانون کے ہاتھ کمزور ہیں اور پھر لوگ گستاخوں کو خود اُن کے انجام تک پہنچاتے ہیں۔

حکومت اور عدلیہ کو چاہیے کہ عوام کا اعتماد بحال کرنے کے لیے تمام سزایافتہ گستاخوں کو فوری طور پر سزا دیں اور بیرونی اشاروں پر چلنے کی بجائے خود قانونی طریقے سے مجرموں کو سزا دیں تاکہ کسی کو قانون ہاتھ میں لینے کی ضرورت پیش نہ آئے۔

اللہ تعالیٰ اُمتِ مسلمہ کو ناموسِ رسالت ﷺ پر مر مٹنے کا جذبہ عطا کرے، رحمتِ عالم ﷺ کے طفیل اُمتِ مسلمہ کو عروج عطا کرے اور اُمّت کی بیٹیوں کو صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبیّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

گزشتہ خطبہ "اللہ تعالیٰ ظالم کو فوراً سزا کیوں نہیں دیتا؟" ملاحظہ کرنے کے لیے لنک پر کلک کریں

https://drive.google.com/file/d/16-GNoLkWIKGFdKl8IJ0FdhSEr4ofnGWj/view?usp=sharing